اگر ہم کوشش کریں تو ہمارا چندہ بہت بڑھ سکتا ہے اور ہمارا بار آسانی سے دُور ہو سکتا ہے

(فرمودہ 23 مئی 1952ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

'' آج سائبان تو نظر آتے ہیں لیکن اب تک اس امر پر غور نہیں کیا گیا کہ مسجد کی عمارت اور سائبانوں کو کس طرح بچایا جائے۔ غالباً یہ تیسرا ہفتہ ہے جب میرے سامنے نظارت تعلیم و تربیت نے ایک تجویز پیش کی تھی لیکن آج بھی سائبان لگا دیئے گئے ہیں، رسّے دیوار کے ساتھ باندھے ہیں، ہوائیں آرہی ہیں اور سائبان اُڑ رہے ہیں۔ گزشتہ ہفتہ نظارت نے رپورٹ کی ہے کہ تین سائبان پَھٹ گئے ہیں چنانچہ ایک سائبان سِیا ہوا نظر آتا ہے لیکن وہ اُسی طرح کا سیا ہوا ہے جس طرح کسی اناڑی اور بے پرواشخص کا کُرتہ پھٹ جائے تو وہ ململ میں لٹھا لگا لیتا ہے، لٹھے میں ململ لگا لیتا ہے یا سفید کپڑے میں رنگ دار چھینٹ لگا لیتا ہے۔ سائبان پھٹے ہیں تو دوسوتی پر جو رنگ دار اور نقش و نگار والی ہے سفید کپڑا لگا دیا گیا ہے جو نہ اُس جتنا مضبوط ہے اور نہ دیکھنے میں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ اس کا صحیح علاج سوچا جائے۔ اگر اس چھوٹی سی چیز کو بھی تین ہفتہ میں نہیں سوچا گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے قیامت تک نہیں سوچا جائے گا۔

اس کے بعد میں جماعت کو ایک اہم سوال کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور وہ سوال ہے چندوں کی وصولی کا۔ الفضل میں اس ہفتہ چندوں کے متعلق ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ یہ اعلان ایک

ایسی جماعت کے متعلق ہے جو ساری زمیندار جماعتوں میں سے سب سے زیادہ آسودہ ہے۔ گو تعداد میں کم ہے لیکن اخلاص اور قربانی میں بہت اچھی ہے۔ اور وہ سرگودھا کے ضلع کی جماعت ہے۔ یہ اعلان پڑھا تو سب نے ہوگا لیکن جمعہ کے احترام کے طور پر میں یہ نہیں کہتا کہ بتاؤ کس شخص نے اس اعلان پر غور کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 99 فیصدی لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اس اعلان کو دیکھا، اس پر نظر ڈالی اور چل دیئے لیکن اس قسم کا اعلان ایسا نہیں کہ اس پر غور نہ کیا جائے۔ اس لئے اس قسم کے اعلانات شائع کئے جانے چاہئیں۔ میرے منہ سے یہ نکلنے لگا تھا کہ اس قسم کے اعلانات شائع کئے جاتے ہیں۔ لیکن مجھے فوراً خیال آ گیا کہ یہ بات غلط ہے۔ اصل میں یہی لفظ درست ہیں کہ اس قسم کے اعلانات شائع کرنے چاہئیں۔ اس لئے کہ اگر میں یہ کہتا کہ اس قسم کے اعلانات شائع کئے جاتے ہیں تو اس سے بیت المال کی براءت ہوگی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بیت المال نے یہ اعلان شائع کر کے اپنے آپ کو مجرم بنا لیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے اعلان کے نیچے میزان نہیں دی۔ جب پندرہ بیس بائیس جماعتوں کا نقشہ شائع کیا جاتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کا آپس میں مقابلہ کیا جائے اور مقابلہ میزان کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ہر انسان قلم پنسل لے کر نہیں بیٹھ سکتا اور نہ ہر انسان میں اتنا جوش ہوتا ہے کہ وہ اس قسم کے اعلانات پڑھ کر حساب لگائے۔ میں نے حساب لگایا تو آٹھ دس منٹ لگ گئے۔ پھر چونکہ میں نے زبانی حساب لگایا تھا اس لئے ہوسکتا ہے کہ اس میں کچھ غلطی رہ گئی ہو کیونکہ زبانی حساب لگانے میں بھول ہو جاتی ہے لیکن میں نے جو حساب لگایا اگرچہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پورا صحیح تھا اس سے جو نتیجہ نکلا وہ نہایت خطرناک تھا۔ نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تیس ہزار روپیہ کی وصولی ہوئی ہے اور پینتالیس ہزار کی نادہندگی ہے۔ گویا اتنی بڑی شاندار جماعت کی وصولی 40 فیصدی ہے۔ دوسری جماعتیں جو قربانی میں اس جماعت سے کم ہیں جن کو نہ تو اچھا امیر نصیب ہوا ہے اور نہ ان کی مالی حالت اچھی ہے اور نہ وہ قربانی کے جوش میں اچھے سمجھے جاتے ہیں ان کی وصولی تو 15، 20 یا 30 فیصدی ہوگی۔

یہ علامت نہایت خطرناک ہے۔ اور اس سے جو رنج کا پہلو پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بہترین جماعتوں میں سے ایک جماعت صرف 40 فیصدی چندہ دیتی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

یہ حساب بھی غلط بنتا ہے۔اس لئے کہ وصول شدہ چندہ میں سے 13 ہزار سات سو پچاس روپیہ کی رقم شہر سرگودھا کی ہے جس کا چندہ سو فیصدی ادا ہوا ہے۔یعنی جتنے چندے کا وعدہ تھا جماعت نے وہ سو فیصدی دے دیا ہے۔جس کے معنی یہ نکلتے ہیں کہ جماعت کا امیر تعہد سے کام لے رہا ہے اور جماعت کا جتنا حصہ اس کے قریب تھا اس سے اس نے پورا چندہ وصول کرلیا ہے۔اب اگر 75 ہزار روپیہ میں سے 13 ہزار کی رقم نکال لی جائے تو 62 ہزار روپیہ کی رقم باقی رہ جاتی ہے۔اور اگر 30 ہزار میں سے 13 ہزار روپیہ کی رقم نکال دی جائے تو 17 ہزار کی رقم باقی رہ جاتی ہے۔اور وصولی شہر سرگودھا کو چھوڑ کر چالیس فیصدی نہیں ہوگی بلکہ اندازہ 26 فیصدی کے قریب آجائے گا اور یہ اندازہ نہایت افسوسناک ہے۔ اس سے اس امر کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ میرے اندازے کے مطابق 25 لاکھ روپیہ چندہ وصول ہونا چاہیے اور موجودہ چندہ کی نسبت سے یہ بات قریب قریب درست نظر آتی ہے۔ اِس وقت جماعت کا کُل چندہ 11.1/2 لاکھ روپیہ ہے۔اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ یہ رقم کُل چندہ کا 40 فیصدی ہے تو بجٹ 25 لاکھ روپیہ سالانہ تک پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ بعض جماعتوں کی وصولی 40 فیصدی بھی نہیں ۔اگر ضلع سرگودھا کی جماعتوں میں سے سرگودھا شہر کی جماعت کو نکال دیا جائے تو یہ نسبت بھی قائم نہیں رہتی۔سرگودھا کی جماعت نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے۔گو جلسہ سالانہ کے چندہ میں کچھ کمی ہے لیکن عام چندہ اور وصیت کا چندہ اس نے سو فیصدی ادا کر دیا ہے اور ایسی جماعتیں بہت کم ہوتی ہیں۔شوریٰ میں جو فہرست پیش ہوئی تھی اس سے یہ علم نہیں ہوسکتا تھا کہ کسی جماعت نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے۔لیکن اب جو فہرست ضلع سرگودھا کی جماعت کی چِھپی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرگودھا شہر اور ضلع سرگودھا کی تین چار اَور جماعتیں ایسی ہیں جنہوں نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے۔اپنی جگہ پر یہ ایک نہایت عمدہ مثال ہے۔لیکن جو نادہند ہیں انہوں نے بھی اپنی جگہ پر کمال کر دیا ہے۔انہوں نے صرف دس بیس یا تیس فیصدی چندہ دیا ہے۔ایسی جماعتیں جنہیں میں مخلصوں کی جماعتیں سمجھتا تھا مثلاً چک نمبر 33 اور چک نمبر 35 کی جماعتیں ہیں۔یا چک نمبر 38 چک نمبر 99 کی جماعتیں ہیں۔لیکن سوائے چک 35 کے باقی جماعتوں کے چندہ کی وصولی نہایت خطرناک ہے۔حالانکہ یہ سب لوگ مخلص ہیں، پرانے قربانی کرنے والے ہیں

اور مالدار ہیں۔ لائل پور کی جماعت سرگودھا کی جماعت سے تعداد میں بہت زیادہ ہے لیکن فی کس کے لحاظ سے اس کی مالی حالت اتنی اچھی نہیں، مالدار نہیں اور اس وجہ سے ہمیں اس کے حساب میں رعایت سے کام لینا پڑتا ہے۔ اِس کے چندہ کا نقشہ ابھی شائع نہیں ہوا اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ اس کا کیا حال ہے۔

ہمارے لئے اس اعلان میں ایک خوشی کا پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ ہمارے لئے موقع ہے کہ اگر ہم کوشش کریں تو ہمارا چندہ بڑھ سکتا ہے اور ہمارا بار آسانی سے دور ہو سکتا ہے۔ اس سال گیارہ لاکھ اکاون ہزار روپیہ کا بجٹ بنا تھا۔ جس میں سے ہمیں ایک لاکھ بائیس ہزار روپیہ کاٹنا پڑا یعنی گیارہ لاکھ اکاون ہزار کو دس لاکھ انتیس ہزار کرنا پڑا۔ اگر چندے پوری طرح وصول ہوتے تو بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہوتا۔ اور اگر یہ آمد ہوتی تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ ہمیں کوئی رقم کاٹنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور نہ صرف کوئی رقم کاٹنے کی ضرورت نہ ہوتی بلکہ سال کے اندر اندر ہم اپنے قرضے اُتار لیتے۔ اگر پچیس لاکھ روپیہ کی بجائے بیس لاکھ روپیہ آمد بھی ہوتی تب بھی ہم اپنا خرچ پورا کرتے اور قرضے بھی اتار لیتے اور پانچ دس سال میں اعلیٰ درجہ کا ریزرو فنڈ قائم ہو کر ہماری اشاعتی حیثیت اَور بڑھ جاتی۔

ہمارے پاس اِس وقت سوا سو کے قریب مبلغ ہیں یا شاید مبلغین کی تعداد اس سے کچھ کم ہو۔ بہرحال یہ مبلغ کام کے لحاظ سے اس قدر تھوڑے ہیں کہ غیروں میں تبلیغ تو الگ رہی پاکستان کی جماعتوں کی نگرانی بھی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً پاکستان میں ہماری انجمنیں 800 سے اوپر ہیں اور سوا سو مبلغین کے معنی ہیں کہ ہمارے مبلغین احمدی جماعتوں میں بھی نہیں پہنچ سکتے۔ فرض کرو ہمارے پاس ریزرو فنڈ ہو اور پھر پچیس تیس لاکھ روپیہ کا بجٹ ہو تو عملہ کی زیادتی تو بہت کم ہوگی، خط و کتابت سکولوں اور کالج کے خرچ کی بھی بہت کم زیادتی ہوتی ہے۔ اگر عملہ کو ہم انتہا تک بھی پہنچا دیں تو ہمارا بجٹ اخراجات ساڑھے دس لاکھ روپیہ کی بجائے ساڑھے تیرہ لاکھ روپیہ کا ہو جائے گا۔ اگر ہماری آمد بیس لاکھ روپیہ سالانہ بھی ہو تو ساڑھے چھ لاکھ روپیہ بچ گیا۔ اور اگر ایک سو روپیہ ماہوار فی مبلغ کا خرچ رکھ لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ پانچ سو مبلغ زائد کیا جا سکتا ہے۔ اگر کچھ روپیہ اشاعت کے لئے رکھ لو تو چار سو مبلغ ہی سہی۔ اگر چار سو مبلغ اَور بن جائیں تو قریباً ایک سو جماعتوں

میں ایک مبلغ ہو جائے گا۔اس طرح ہماری تبلیغ کتنی وسیع ہو جائے گی۔گویا اگر جماعت اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا کرے تو موجودہ جماعت چار سو مبلغ اَور رکھ سکتی ہے۔ پھر جہاں چار سو مبلغ کام کر رہا ہو اور لٹریچر کی اشاعت بھی بڑھ جائے تو بیعت بھی زیادہ ہو گی اور اس طرح لاکھ دو لاکھ روپیہ کی سالانہ زیادتی ممکن ہے۔اور چار پانچ سال کے اندر عظیم الشان تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔اگر ان اعداد و شمار کو سامنے رکھ کر کام کیا جائے تو حیرت ناک طور پر ترقی ہو سکتی ہے۔ بلکہ اگر جماعت 80 فیصدی ذمہ داری بھی ادا کرے تو چار پانچ سال تک ہمارا سالانہ بجٹ تیس لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے۔اس طرح ہم بڑی تعداد میں مبلغ بھی رکھ سکتے ہیں اور پھر کافی لٹریچر بھی شائع ہو سکتا ہے۔اب ہمارا بجٹ گیارہ بارہ لاکھ کا ہے۔اگر پچیس لاکھ کا بجٹ ہو جائے تو علاوہ مبلغ بڑھانے کے ہم پچاس ہزار روپیہ ماہوار کا لٹریچر شائع کر سکتے ہیں۔اگر ہم زائد مبلغ رکھ لیں اور تین لاکھ روپیہ سالانہ کا لٹریچر شائع کریں تو ہماری آواز دس پندرہ لاکھ آدمیوں تک پہنچ جائے اور دس پندرہ لاکھ میں سے بیس تیس ہزار آدمی لے لینا کوئی مشکل امر نہیں۔

ہماری غفلت کا نتیجہ ہے کہ جماعت پوری طرح اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کر رہی۔اگر یہ نقشہ غلط نہیں تو یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ اس قسم کی مخلص جماعت جب کپاس کی قیمت 40،40 روپیہ فی من تک پہنچی ہے۔اگر 15، 16 فیصدی چندہ دیتی ہے تو جب قیمتیں گریں گی تو ان کا کیا حال ہو گا۔ یہ جماعت مخلصین کی ہے اور دولت کی فراوانی کے باوجود اگر چندہ میں ان کی حالت اتنی افسوسناک ہے تو دوسری جماعتوں کا کیا حال ہو گا۔زمیندار کی اپنی گندم ہوتی ہے۔دیہات میں گوشت ہوتا نہیں۔گوشت کی ضرورت ہو تو مرغی انڈہ کھا کر لوگ گزارہ کر لیتے ہیں۔یا کبھی کبھی کچھ آدمی اکٹھے ہو کر کوئی گائے یا بیل ذبح کر لیتے ہیں ورنہ دال، ساگ، گڑ، شکر پر گزارہ کرتے ہیں۔ پھر دودھ، گھی اپنا ہوتا ہے، ایندھن اپنا ہوتا ہے اس طرح کھانے کا خرچ بہت کم ہوتا ہے۔ پھر آج کل دو اڑھائی ہزار روپیہ فی مربع اوسط آمدن ہے۔سرگودھا کے ضلع میں بعض علاقے ایسے ہیں جن کی زمین ادنیٰ ہے۔ باقی علاقوں کی زمین نہایت اعلیٰ ہے۔اور وہاں 25، 25، 35، 35 من فی ایکڑ گندم ہوتی ہے۔ پھر بہترین زمین ہونے اور پانی کی زیادتی کی وجہ سے 110 فیصدی بلکہ بعض جگہوں میں 140 اور 150 فیصدی تک زمین بوئی

جاتی ہے۔ سندھ میں ہم 60 فیصدی تک زمین بو سکتے ہیں لیکن یہاں 110 فیصدی تک عام زمین بوئی جاتی ہے۔ لائل پور میں 150 فیصدی تک زمین بوئی جاتی ہے۔ گویا ایک ایکڑ کو سال میں ایک سے زیادہ چکر دیئے جاتے ہیں۔ ترکاریوں اور چارے وغیرہ کی فصلوں کو ملا لیا جائے تو سرگودھا، لائل پور وغیرہ میں سال میں ایک ایکڑ سے دو فصل بلکہ بعض اوقات اس سے زیادہ فصل بھی لئے جاتے ہیں۔ جب ہم قیمت لگاتے ہیں تو 66 فیصدی کی لگاتے ہیں لیکن جو شخص 150 یا 160 فیصدی زمین بوتا ہے وہ تو دُگنی آمد پیدا کر لیتا ہے۔ بلکہ درحقیقت وہ اس سے بھی زیادہ آمد پیدا کر لیتا ہے کیونکہ جو اندازہ ہم نے 66% کاشت کا لگایا ہے اس میں خرچ اکثر شامل ہو گئے ہیں۔ مثلاً کام کرنے والے کی مزدوری اور بیل وغیرہ کا خرچ جو سب سے بڑا ہے ہم نے شامل کر لیا ہے۔ پس اس سے اوپر کی آمد زائد آمدن ہو گی۔ خرچ اس میں سے نہ نکالا جائے گا۔ بظاہر حالات آئندہ کپاس کی قیمت پچیس تیس روپیہ فی من تک آ جائے گی۔ لیکن جن لوگوں نے اُس وقت سُستی کی جب کپاس کی قیمت 40، 50 روپیہ فی من تھی جب کپاس کی قیمت 25، 30 روپیہ فی من پر آ گئی تو ان کا کیا حال ہو گا۔

میں سرگودھا کی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ ایک زمانہ تھا جب کپاس کی قیمت دس پندرہ روپیہ فی من تھی۔ اُس وقت قربانی میں تم پیچھے نہیں تھے۔ تمہارے اندر اُس وقت اخلاص پایا جاتا تھا۔ جب تمہاری آمدن موجودہ آمد سے ایک چوتھائی تھی اُس وقت تم اپنا بوجھ اُٹھاتے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ تم اَب سُستی کر رہے ہو۔ اِس وقت جبکہ مرکز تمہارے قریب آ گیا ہے اگرچہ مرکز ضلع جھنگ میں ہے لیکن دراصل یہ سرگودھا کا ہی ایک حصہ ہے کیونکہ یہ چناب کے پار ہے۔ اور اس طرف ضلع جھنگ کی صرف ایک سب تحصیل ہی ہے۔ پس باوجود اس کے کہ مرکز تمہارے قریب ہے، باوجود اس کے کہ تنظیم بہتر ہو گئی ہے کیونکہ پہلے امراء اور افسر اِس قدر اعلیٰ درجہ کی قربانی کرنے والے نہیں تھے جتنی قربانی کرنے والے افسر اَب ہیں۔ اگر آپ کے چندہ کی نسبت 10 فیصدی یا پندرہ فیصدی تک آ گئی ہے تو یہ نہایت خطرہ کا مقام ہے۔ تم اپنی اصلاح کرو اور قربانی کی صحیح روح اپنے اندر پیدا کرو۔☆ اور ہر جماعت کو سو فیصدی کی جگہ ایک سو دس یا ایک سو بیس فیصدی

☆ مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعت سرگودھا مجھے اس کے بعد ملے اور انہوں نے بتایا کہ یہ نقشہ غلط چھپا ہے۔ اس میں سالہا سال گزشتہ کے بقائے بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ اصل میں وصولی بیاسی فیصدی ہے۔

چندہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہمارے لئے خوشی کا مقام بھی ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری آمد زیادہ ہونے کے امکانات بہت ہیں۔ بیت المال کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ ان کا اعلان انہیں خود مجرم بنا رہا ہے۔ اول اس لئے کہ انہوں نے نقشے کے نیچے میزان نہیں دی۔ اگر ان نقشوں سے ان کی غرض یہ تھی کہ جماعتوں کا آپس میں مقابلہ کیا جائے تو انہیں میزان دینی چاہیے تھی۔ دوسرے جب انہیں مرض کا پتا لگ گیا تھا، جب انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ خطرہ ظاہر ہے تو پھر وہ اسے دور کرنے کی کیا کوشش کر رہے ہیں۔ اب تو ناظر بھی تین ہیں۔ تین ناظروں کے باوجود انہوں نے کیا کیا ہے۔ عملہ بڑھ جانے کے باوجود اور پھر گریڈوں میں ترقی کے باوجود وصولی اس قدر کم ہے کہ سب سے اچھے ضلع میں وصولی چندہ 40 فیصدی ہے☆ پھر میں دیکھتا ہوں کہ شہری جماعت سے چندہ کی وصولی بآسانی ہو جاتی ہے لیکن کراچی اور لاہور کی آمد 60، 70 فیصدی ہے۔ سرگودھا شہر کی جماعت نہایت اچھی ہے۔ اس نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ پھر ضلع کی تین چار اَور جماعتیں بھی ایسی ہیں کہ انہوں نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ یہ نقشہ اتفاقی طور پر شائع کیا گیا ہے ورنہ جماعت کے امراء کا اپنا کام ہے کہ وہ مرکز سے اس قسم کے نقشے منگوایا کریں کہ اُن کے ضلعوں کی جماعتوں کی وصولی کیا ہے۔ پھر اخباروں میں ایسے نقشے شائع کئے جائیں تا جماعتوں کا آپس میں مقابلہ ہو اور تا افراد کو اپنی اصلاح کا خیال رہے۔ اس سے جماعت میں بیداری پیدا ہوتی ہے۔

میں پھر کہوں گا کہ سب سے زیادہ ذمہ داری مرکز پر ہوتی ہے۔ ربوہ کو باقی جماعتوں کے سامنے اپنا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا چاہیے۔ پچھلے دنوں میں نے تحریک کی کہ پریذیڈنٹ صاحبان ربوہ کی جماعت کے ایسے افراد کی فہرست تیار کریں جن کی عمر بارہ سال سے اوپر ہے۔ اس پر جنرل پریذیڈنٹ صاحب میرے پاس ایک نقشہ بنا کر لائے۔ میں نے اس پر جرح کی اور کہا کہ

بقیہ حاشیہ: سو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ اس جماعت کا ایسا سست حال نہیں جیسا کہ ناظر بیت المال نے ظاہر کیا۔ ایسا نقشہ اس بے احتیاطی سے شائع کرنا اور جماعت کو صدمہ پہنچانا نہایت افسوس ناک امر ہے اور ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ مگر پھر بھی کمی، کمی ہے۔

☆ میں بتا چکا ہوں کہ اس میں بھی نظارت بیت المال کی غلطی ہے۔ وصولی بیاسی فیصدی ہے۔

اس قسم کا نقشہ آنا چاہیے۔ اس کے بعد تین ہفتے گزر گئے ہیں وہ نقشہ دوبارہ پیش نہیں کیا گیا۔ پریذیڈنٹ صاحب نے یہ سمجھ لیا کہ یہ نقشہ بنا کر میں نے اپنی زندگی کا مقصد پورا کر لیا ہے۔ اگر وہ کام کر رہے ہیں تو ایسے کام کے لئے تین ہفتہ کی دیر معقول نہیں۔ تین چار دن کی مہلت کافی تھی۔ اور اگر وہ تین چار دن میں وہ کام نہیں کر سکتے تھے تو انہیں ساتھ ساتھ رپورٹ کرتے رہنا چاہیے تھا۔ اگر وہ رپورٹ پیش کرتے رہتے تو اس کے معنی تھے کہ کوئی روک پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ کام پورا نہیں کر سکے۔ ویسے وہ کام کر رہے ہیں لیکن دیر کرنا اور پھر اس کی رپورٹ نہ کرنا افسوسناک امر ہے۔

میں جب سے خلیفہ ہوا ہوں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ دیر کا ہونا بُری بات نہیں، بعض دفعہ مجبوری ہوتی ہے۔ لیکن اگر تین چار دن سے زیادہ دیر لگتی ہے تو اس کی رپورٹ دیتے رہنا چاہیے۔ اگر میں دریافت کروں کہ تم نے دیر کیوں لگا دی ہے؟ تو یہ جائز، درست اور ضروری اثر مجھ پر پڑے گا کہ تم غافل ہو۔ لیکن اگر تم رپورٹ کرتے رہو گے کہ فلاں وجہ سے دیر ہو رہی ہے تو میں سمجھوں گا کہ بعض مشکلات ہیں جن کی وجہ سے ابھی تک کام مکمل نہیں ہوا۔ گویا میرا پوچھنا تمہیں مجرم ثابت کرتا ہے لیکن تمہارا رپورٹ کرنا ایک حد تک یہ ثابت کرتا ہے کہ تم صحیح طور پر کام کر رہے ہو اور میرے لئے یہ موقع ہو گا کہ میں محنتی اور غیر محنتی میں فرق کر سکوں۔ اگر تم رپورٹ نہیں کرتے تو اس کے لازمی معنی ہیں کہ تم اپنے کام کی طرف توجہ نہیں کرتے اور سمجھتے ہو کہ کام ہو گیا تو ہو گیا اور میں بھول جاؤں تو اچھی بات ہے۔ اَمر مُشَارٌ اِلَیْہِ میں تین ہفتے ہو گئے۔ ابھی تک رپورٹ نہیں آئی۔ جس سے میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ ان پر پہلی رپورٹ کا یہ اثر ہے کہ کام ہو گیا ہے ان کے پاس سینکڑوں کام ہیں وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد کرانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ طریق نہایت افسوسناک ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ میں کام کی بات نہیں بھولا کرتا۔ اس لئے ان کا یہ ٹرک (Trick) ان کے لئے فائدہ مند نہیں۔

میرا حافظہ اپنی ذات میں کمزور ہے میں کوئی لمبی چیز یاد نہیں کر سکتا۔ میں نے کئی شاعروں کے شعر پڑھے ہیں لیکن شاید مجھے چھ سات شعر یاد ہوں۔ قرآن کریم ہزاروں دفعہ پڑھا ہے لیکن جب ضرورت پڑے مجھے آیت کا آدھا ٹکڑا یاد رہتا ہے اور آدھا نہیں اور میں کسی حافظ سے پوچھتا ہوں بتائیے یہ آیت کیا ہے؟ لیکن واقعات میں نہیں بھولا کرتا۔ میرے پاس ڈاک آتی ہے بعض اوقات پرائیوٹ سیکرٹری دس دس پندرہ پندرہ دن کے بعد بعض خطوط کا خلاصہ پیش کرتے

ہیں اور میں کہہ دیتا ہوں یہ بات غلط ہے۔ اصل خط میں یہ بات نہیں۔ اور جب وہ خط لایا جاتا ہے تو وہ واقعی غلط خلاصہ ہوتا ہے۔ میرے ساتھ کام کرنے والے جانتے ہیں کہ جو واقعات سے تعلق رکھنے والا امر ہو۔ اُس کے متعلق خدا تعالیٰ نے مجھے غیر معمولی حافظہ دیا ہے ورنہ دوسری باتوں میں میرا حافظہ کمزور ہے۔ ممکن ہے کہ ایک دن مجھے ذھول ہو جائے لیکن وہ بات میرے دماغ کی لائبریری میں محفوظ رہتی ہے اور وہ پھر باہر نکال دیتی ہے اور دو چار دن کے بعد مجھے وہ بات یاد آ جاتی ہے۔

غرض یہ ایک ضروری امر ہے کہ ربوہ کے کارکنوں کی اصلاح ہو جائے۔ یہ اگر درست ہو جائیں تو اس کا اثر دوسری جماعتوں پر بھی پڑے گا۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ ربوہ کی جماعت کا ایک لاکھ چندہ ہونا چاہیے۔ شاید تمہاری نظر میں یہ عجیب بات ہو۔ لیکن درحقیقت یہ عجیب بات نہیں ساٹھ ہزار روپے کا بل صدر انجمن احمدیہ کا ہوتا ہے اور سولہ ہزار کے قریب تحریک جدید کا بل ہوتا ہے اور آٹھ ہزار روپیہ کا مشترک بن کر آتا ہے۔ کارکنوں کے چندہ کی کٹوتی بلوں میں ہوتی ہے۔ اسی طرح 80 ہزار روپیہ چندہ آ جاتا ہے۔ باقی جو آزاد لوگ ہیں، تاجر ہیں، پیشہ ور ہیں، بیس ہزار کے قریب ان کا چندہ ہونا چاہیے۔ اس سے کم نہیں زیادہ ہونا چاہیے۔ گویا صرف ربوہ کا چندہ ایک لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن اس طرف توجہ نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے اس میں کمی آ جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ بجٹ 20، 30 لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہونا چاہیے اور ادھر تحریک جدید کا سالانہ بجٹ چھ لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن یہ بجٹ بھی بہت کم ہے اور وہ بجٹ بھی بہت کم ہے۔ تحریک جدید کے دونوں دفتروں کے چندے ملا کر چار لاکھ سالانہ ہوتا ہے اور صدر انجمن احمدیہ کا دس گیارہ لاکھ روپیہ کا بجٹ ہے۔ بیرونی جماعتوں کا چندہ اس کے علاوہ ہے۔ ربوہ کے کارکنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ مرکز میں جب کوئی عہدیدار مقرر ہوتا ہے تو اُس کے لئے یہ بات ابتلاء کا موجب بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے محاسبہ میں آ جاتا ہے۔ مرکز میں عہدیدار مقرر ہونا آسان امر نہیں۔ مرکز میں جو عہدیدار مقرر ہوتا ہے اُس پر زیادہ ذمہ داری ہوتی ہے۔ جب تک مرکز کے عہدیدار اپنا نمونہ پیش نہ کریں لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ وہ مرکز کی مثال پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تم لوگوں نے سو فیصدی چندہ ادا نہیں کیا لیکن

سرگودھا شہر اور سرگودھا ضلع کی چار پانچ اَور جماعتوں نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ اب یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ ربوہ کو کہا جائے کہ تم سرگودھا، خوشاب یا کسی اَور گاؤں کے پیچھے چلو اور اُس سے نمونہ حاصل کرو۔ ہاں یہ کہنا درست ہے کہ اے لوگو! تم ربوہ کے پیچھے چلو۔ اگر تم سو فیصدی چندہ ادا نہیں کرتے تو یہ بات دوسری جماعتوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو گی۔

پس تم دوسری جماعتوں کے سامنے اپنا نمونہ پیش کرو۔ اور زیادہ سے زیادہ کام کرو تا تبلیغ کے کام کو وسیع کیا جائے اور لٹریچر کی اشاعت کو زیادہ کیا جائے۔ اگر تم غفلت سے کام لیتے ہو تو دوسرے لوگ بھی غافل ہو جائیں گے اور اس طرح تم اپنا کام وسیع نہیں کر سکو گے۔ دشمن شرارتوں میں بڑھتا جائے گا اور اس کا علاج تمہاری طاقت سے باہر ہو جائے گا۔''

(الفضل 12 جون 1952ء)